جادۂ حق

عبدالحمید سلفی

یہ بات انتہائی تلخ سچائی اور کڑوا سچ ہے کہ اسلام کے نخل پائیدار پہ جس نے سب سے زیادہ وار کئے وہ غیر نہیں تھے اپنوں کے روپ میں تھے۔ اتنا نقصان اسلام کو نہ ماننے والوں نے نہیں پہنچایا جتنا اس کو نام نہاد ماننے والوں نے پہنچایا اور اس باب میں ان عالم کہلانے والوں کا کردار انتہائی افسوسناک ہے جو جانتے ہوئے بھی تسلیم حق سے گریزاں ہیں۔ اور امت کے عقائد و اعمال کی تباہی کا سبب بن کر جہنم کی راہ پیدا کر رہے ہیں۔

محترم اگر تقلید کی عینک اتار کر براہ راست قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے تو علامہ صاحب کے دل میں حق بات اتر جاتی۔ بہر حال لمبی تمہید کو چھوڑ کر اختصار کا دامن پکڑتے ہیں۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں اللہ ورسول کی بات۔

محترم آپ اگر بسم اللہ کی بحث روح المعانی میں ہی دیکھ لیتے جو کہ ایک خالص حنفی عالم دین ہیں تو آپ کو بات سمجھ آجاتی۔ کہ اس مسئلہ میں دلائل دونوں طرف موجود ہیں۔ جو حدیث آپ نے بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے متعلق نقل کی ہے۔ اس کی دوسری سند علامہ الوسی مرحوم نے یوں نقل کی ہے۔

"عن علی کرم اللہ وجہ کان اذا افتتح السورۃ فی الصلوٰۃ یقراء بسم اللہ وکان یقول من ترک قراء تھا فقد نقص.

اس طرح علامہ الوسی نے ۱۱۶ احادیث بسم اللہ اونچی آواز سے نماز میں پڑھنے کی نقل کی ہیں۔ گیارہویں حدیث حضرت انسؓ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت معاویہؓ مدینہ تشریف لائے۔ تو انہوں نے جہری نماز پڑھائی۔ اور بسم اللہ اونچی نہیں پڑھی۔ نماز کے بعد مہاجرین وانصار ہر طرف سے چیخ اٹھے کیا آپ بھول گئے ہیں۔ بسم اللہ کہاں گئی جب قرآن شروع کیا آپ نے۔ تو حضرت معاویہ نے نماز دوبارہ پڑھائی۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھی۔ محترم تقلید کی عینک اتاریئے اور احادیث و تفاسیر کا مطالعہ کیجئے۔

> حضرت معاویہؓ مدینہ تشریف لائے۔ تو انہوں نے جہری نماز پڑھائی۔ اور بسم اللہ اونچی نہیں پڑھی۔ نماز کے بعد مہاجرین و انصار ہر طرف سے چیخ اٹھے کیا آپ بھول گئے ہیں۔ بسم اللہ کہاں گئی جب قرآن شروع کیا آپ نے۔ تو حضرت معاویہ نے نماز دوبارہ پڑھائی۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز سے پڑھی۔

تفسیر ابن کثیر ابن جریر، تفسیر قرطبی میں بسم اللہ کی بحث پڑھیے اور امانتداری کے ساتھ بیان کیجئے۔

ابوموسیٰ اشعری کی حدیث کے یہ الفاظ" **واذا قراء فانصتوا**" یہ قتادہ کی زیادتی ہے۔ یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں۔ **قال ابو داؤد السجستانی قولہ وانصتو لیس بمحفوظ ولیس بشئی. السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۲. باب من قال یترک الماموم القراء ۃ** ،صاحب سنن الکبریٰ نے تمام سندات نقل کرنے کے بعد بتایا کہ یہ الفاظ درست نہیں ہیں۔

صاحب مسلم شریف نے بھی **عن قتادۃ من الزیادۃ واذا قراء فانصتو** ' کہہ کر واضح کر دیا کہ یہ الفاظ قتادہ کی زیادتی ہیں۔

علامہ نووی مرحوم نے محدثین کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ الفاظ درست نہیں ہیں۔

قال ابو بکر فی ھذا الحدیث یعنی طعن فیہ وقدح فی صحۃ فروی البیھقی فی السنن الکبیر عن ابی داؤد السجستانی ان عندہ اللغظتہ لیس بمحفوظ . بہت سارے محدثین کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۵/۱۷۴

امام مسلم نے باب باندھا ہے مگر یہ آپ کو نظر نہیں آیا۔ "**باب وجوب القراء ۃ الفاتحۃ فی کل رکعتہ**...الخ ج ۱ ص ۱۸۹/۱۸۷

عن ابی ھریرۃؓ عن النبیؐ قال من صلیٰ صلوٰۃ لم یقراء فیھا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ھریرۃؓ انا تکون وراء الامام فقال اقرء بھا فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ یقول قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی ....الخ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۹/۱۷۵ ابو داؤد باب من ترک القراء ۃ فی صلوٰۃ بفاتحۃ الکتاب.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ اس پر ابو ہریرۃؓ سے پوچھا گیا کہ امام کے پیچھے ہوں تو

فرمایا تب بھی اس کو اپنے دل میں پڑھو۔ آگے لمبی حدیث ہے۔ امام بخاری باب باندھتے ہیں۔ فاتحہ خلف الامام پر۔

باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوٰۃ کلھا فی الحضر والسفر وما یجھر فیھا وما یخافت.

قراءۃ امام اور مقتدی کی تمام نمازوں میں خواہ سفر ہو یا حضر جہری ہو یا سری عن عبادہ بن الصامت ان رسول اللہ قال لاصلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب. صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴

ترجمہ: حضرت عبادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۃ فاتحہ کے بغیر کسی کی بھی نماز نہیں ہوتی۔ اب یہ حدیث عام ہے اور یاد رکھیئے کسی عام کو خاص اور خاص کو عام کرنے کا حق دین میں صرف اللہ و رسول کو ہے۔ بلکہ گہرائی میں جائیں تو صرف رب ذوالجلال کو ہی حق حاصل ہے وہ نبی کو حکم دیتا ہے اور نبی آگے امت کو تعلیم فرماتا ہے۔ یہ حق جب نبی کو حاصل نہیں تو امتی کو کہا؟ بنا بریں امام بخاریؒ نے باب اسی انداز میں باندھا ہے کہ یہ عام ہے۔ امام ہو یا مقتدی۔ سفر یا حضر نماز فجر ہو یا عصر کوئی بھی نماز ہو۔ سورۃ فاتحہ ہر حال میں پڑھنا فرض ہے۔ "قراءۃ" کے معنی ہیں پڑھنا لہٰذا ایک پڑھنا ہے عام اور ایک پڑھنا ہے خاص۔ جن روایات میں پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ مطلق قراءۃ ہے۔ لہٰذا اس سے عام آدمی دھوکہ کھا کر خاص قراءۃ جس کو ام القرآن یا فاتحۃ الکتاب کہا گیا ہے۔ اسی سے منع کر دیتا ہے۔ اور یہ بات اس کی جہالت پر دلیل ہے۔

"واذا قراء فانصتوا" کو اگر درست بھی مان لیا جائے اسی قانون کے تحت کہ زیادۃ الثقۃ مقبولۃ" تب بھی فاتحہ خلف الامام پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ آپؐ نے امام کیلئے یہ حکم فرمایا کہ امام قراءۃ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور قرآن کریم کا بھی یہی حکم ہے۔ ورتل القرآن ترتیلا۔ کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ اس میں جو امام سکتات کرے گا۔ مقتدی اس میں سورۃ فاتحہ پڑھ لے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

کانو یقرؤن خلف رسول اللہ ازا انصت فاذا قراء لم یقراوا واذا انصت قرئوا. رواہ البیھقی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ السنن الکبریٰ ج۲/۲۲۷

علامہ ابنؒ حجر نے فتح الباری ج ۲ ص ۱۹۲/۱۹۳ باب وجوب القرأۃ لامام والماموم کی تشریح میں یہ عبارت نقل کی ہے من صلی خلاف الامام فقراءۃ الامام له قراءۃ لکنه. حدیث ضعیف عندالحفاظ وقد استوعب طرقه وعلله الدار قطنیؒ وغیرہ۔ آگے لکھتے ہیں کہ اگر درست بھی مان لی جائے تو امام کے سکتات میں مقتدی فاتحہ پڑھ لے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

نمبر۳: عن ابن مسعود فصلی فلم یرفع یدیه الافی اول مرۃ.

اس حدیث کے بعد ہی امام ترمذی لکھتے ہیں۔ قد ثبت حدیث من یرفع وذکر حدیث الترمذی عن سالم عن ابیه ولم یثبت حدیث ابن مسعود قاله عبداللہ بن مبارک کتنی بددیانتی ہے کہ اس حدیث سے پہلے رفع یدین کی حدیث موجود ہے۔ جس کے متعلق امام ترمذی فتویٰ لگاتے ہیں کہ حدیث ابن عمر حسن صحیح ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی۔ حدیث کی تمام کتابوں میں باقاعدہ باب باندھا گیا ہے۔ رفع یدین عندالرکوع رفع یدین نظر ہی نہیں آتا۔

باب الیٰ این یرفع یدیه وقال ابو حمید فی اصحابه رفع النبی ﷺ حذو منکبیه. اسے پہلے امام بخاریؒ نے یہ باب باندھا ہے باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع. عن عبداللہ بن عمرؓ قال رائیت رسول اللہ ا اذا قام فی الصلوٰۃ رفع یدیه حتی تکونا حذو منکبیه وکان یفعل ذالک یمین یکبر الرکوع ویفعل زالک اذا رفع راسه من الرکوع ویقول سمع اللہ لمن حمده ولا یفعل ذالک فی السجود باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین

عن نافع ان ابن عمر کان اذا فی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیه واذا رکع رفع یدیه واذا قال وسمع اللہ لمن حمده رفع یدیه واذا قام من الرکعتین رفع یدیه رفع ذالک ابن عمر الیٰ النبی ﷺ. بخاری شریف.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب کھڑے ہوئے نماز میں تو کیا رفع یدین یعنی ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور پھر جب رکوع کیلئے تکبیر کہی اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔ لیکن سجدوں میں ایسا نہیں کیا۔ پھر دوسرا باب یوں باندھتے ہیں۔ کہ رفع یدین کہاں کہاں کرنا چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شروع میں رفع یدین کرتے پھر رکوع جاتے ہوئے رفع یدین کرتے۔ پھر رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے پھر دو رکعت پڑھنے کے بعد جب تشہد سے تیسری رکعت کیلئے اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے حضرت ابن عمر نے یہ عمل خود کر کے بتلایا۔ امام بخاری نے چار حدیثیں رفع یدین کی ذکر کی ہیں۔ ابواب صفۃ الصلاۃ کے تحت صحاح

"واذا قراء فانصتوا" کو اگر درست بھی مان لیا جائے اسی قانون کے تحت کہ زیادۃ الثقۃ مقبولۃ" تب بھی فاتحہ خلف الامام پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ آپؐ نے امام کیلئے یہ حکم فرمایا کہ امام قراءۃ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور قرآن کریم کا بھی یہی حکم ہے۔ ورتل القرآن ترتیلا۔ کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ اس میں جو امام سکتات کرے گا۔ مقتدی اس میں سورۃ فاتحہ پڑھ لے گا۔

ستہ کی تمام کتابوں میں باب رفع یدین کے تحت نقل کی گئی ہیں۔ بلکہ حدیث کی تمام کتابوں میں جن میں نماز کا تذکرہ ہے وہاں رفع یدین کا ذکر ہے۔

نمبر۴: براء بن عازب والی روایت کو ذکر کرنے کے بعد آپ نے کتنی بد دیانتی کی ہے کہ امام ابو داؤد کا فیصلہ نقل ہی نہیں کیا جو انہوں نے حدیث بیان کرنے کے فورا بعد ذکر کیا ہے۔ **قال ابو دائود هذاالحدیث لیس بصحیح**۔

کہ یہ حدیث درست نہیں ہے۔ اور اسی سے پہلے عبداللہ بن مسعود والی روایت کے متعلق بھی فرماتے ہیں۔ **قال ابو دائود هذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس هو بصحیح علی هذا اللفظ**۔ کہ یہ حدیث بھی ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ اور جو ابو داؤد میں صحیح حدیث ہے۔ وہ تقلید کے چشمہ میں نظر نہیں آتی۔ امام ابوداؤد نے باقاعدہ باب باندھا ہے۔ رفع الیدین کا ملاحظہ فرمائیے۔

باب رفع الدین فی الصلوٰۃ

۱. عن سالم عن ابیه قال رأیت رسول الله ﷺ

۲. عن سالم عبدالله بن عمر قال کان رسول الله

۳. عن ابی وائل بن حجر قال قلت لانظرن الیٰ الصلوٰۃ رسول الله کیف یصلی قال فقام رسول الله

۵۔ جو کہ مفصل نماز کا بیان کرتی ہے۔

باب افتتاح الصلوٰۃ. اس باب میں پہلی حدیث وائل بن حجر کی ہے۔ دوسر حدیث جو کہ مفصل ہے۔ جس میں ابو حمید الساعدی دس صحابہ کرام کے سامنے نبی علیہ السلام کی نماز کا حال بیان کرتے ہیں۔

جن میں مندرجہ ذیل چیزیں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ رفع الیدین ۲۔ تکبیر ۳۔ اعتدال ۴۔ قراء ۃ ۵۔ رکوع میں جاتے ہوئے رفع الیدین۔ ۶۔ تشہد میں پاؤں پر بیٹھنا ۔۹۔ آخری تشہد میں تورک۔ حدیث کے الفاظ ہیں **حتی اذا کانت السجدة التی فیها التسلیم اخذ رجله الیسریٰ وقعد متورکا علی شقه الایسر قالو صدقت هکذا کان یصلی رسول الله ﷺ**.

یعنی جب آخری سجدہ کیا جس کے بعد سلام پھیرنا ہوتا ہے۔ تو سیدھا پاؤں آگے کی طرف نکال لیا۔ اور سیرین کے بل بیٹھ گئے۔ دس صحابہ کرام نے گواہی دی کہ تو نے سچ کہا ہے نبی کی نماز اسی طرح تھی۔ یہ حدیث امام ابوداؤد نے مختلف سندوں سے نقل کی ہے۔ امام بخاری نے بھی اپنی جامع صحیح بخاری میں اسی کا حوالہ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو.......

شاہ ولی اللہؒ کا فتویٰ ہے۔
فرماتے ہیں جو رکوع کو جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کریں مجھے وہ لوگ زیادہ پسند ہیں۔ جو رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ رفع الیدین کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں۔ اور بہت صحیح ہیں۔

ابو حمید ساعدیؓ نے ۱۱ ارکان کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ ابوداؤد شریف میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اب چند علماء کرام کے فتاویٰ نقل کرتا ہوں۔ دل تھام کے ملاحظہ فرمائیے۔

شاہ ولی اللہؒ کا فتویٰ ہے۔

فرماتے ہیں جو رکوع کو جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کریں مجھے وہ لوگ زیادہ پسند ہیں۔ جو رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ رفع الیدین کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں۔ اور بہت صحیح ہیں۔

مولانا عبدالحی حنفی کا فتویٰ:۔

" ان ثبوته عن النبی اکثر وارجح واما دعویٰ ننسحة......فلیست بمبرهن علیها بنا یشفی الغلیل ویروی العلیل ۔ تعلیق المجد

ترجمہ: آپؐ سے رفع الیدین کرنے کا بہت کافی اور نہایت عمدہ ثبوت ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے ان کا قول بے دلیل ہے۔

درمختار کا فتویٰ:

فلا تفسد یرفع فی تکبیرات الزوائد علیٰ المذهب وماروایٰ عن الفساد فشاذ.

"حنفی مذہب کی نہایت معتبر کتاب درمختار میں ہے۔ کہ جس نے کہا کہ رفع الیدین سے نماز میں نقصان آتا ہے۔ اس کا قول مردود ہے اور رکوع میں جانے سے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنے سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ درمختار۔

قیام میں زیر ناف ہاتھ باندھنا۔

۱۔ افسوس کہ حدیث نقل کرنے کے بعد حدیث کا حکم نہیں نقل کرتے۔ کہ محدث جو حدیث بیان کر رہا ہے وہ اس کے متعلق کیا کہتا ہے۔ امام ابوداؤد یہ

صاحب دار قطنی اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک حدیث زیر ناف ہاتھ باندھنے والی ضعیف ہے اور اس سے پہلے صحیح ابن خزیمہ والی روایت "وضع یدہ الیمنیٰ علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ" والی نقل کرتے ہیں۔

حدیث نقل کرنے کے بعد یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔

"وقال ابو مجلد تحت الاسرة وروی عن ابی هریرة ولیس بالقوی"

مزید وجہ ضعف بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ **قال ابودائود سمعت احمد بن حنبل یضعف عبدالرحمن بن اسحاق الکوفی علامه نووی مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۳** پر یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ صاحب دار قطنی اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک حدیث زیر ناف

ہاتھ باندھنے والی ضعیف ہے اور اس سے پہلے صحیح ابن خزیمہ والی روایت "وضع یدہ الیمنیٰ علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ والی نقل کرتے ہیں۔ کہ علامہ ابن حجر العسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری باب وضع الیمنی علی الیسریٰ۔ کے تحت وہ بھی محدثین کے حوالہ سے یہی لکھتے ہیں۔ کہ تحت الشرہ یعنی زیر ناف والی روایت کی اسناد ضعیف ہیں۔ فتح الباری ج۲ ص۲۸۔ طبع بیروت۔

لہٰذا حدیث علی و حدیث ابی ہریرہ دونوں ضعیف ہیں یہ تمام جوابات مختصر ہیں ورنہ جوابات اتنے کہ آپ پڑھتے پڑھتے تھک جائیں۔

آمین جہری نماز میں آہستہ۔

۱۔عن علقمہ اس حدیث کی عبارت نقل کرنے میں بھی خیانت سے کام لیا گیا۔ اصل الفاظ حدیث کے یوں ہیں۔

عن وائل بن حجر قال سمعت النبی ﷺ قراء غیر المغضوب علیھم ولا الضالین وقال آمین ومد بھا صوتہ وفی الباب عن علی وابی ھُریرۃ قال ابو عیسیٰ حدیث وائل بن حجر حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین ومن بعد ھم یرون ان یرفع الرجل صوتہ بالتامین ولا یخیفھا وبہ یقول الشافعی واحمد واسحق.

ترجمہ: وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی قراءت سنی جب آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا۔ اور اپنی آواز کو لمبا کیا۔ اب عقل سلیم سے کام لیں اور تقلید کی عینک اتار کر دیکھیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کی آمین اتنی اونچی تھی کہ صحابی رسولؐ نے سنی تب ہی صحابی کہہ رہا ہے۔ کہ میں نے سنا کہ نبی ﷺ نے آمین کے ساتھ آواز کو لمبا کیا۔

علامہ ترمذی مرحوم حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اہل علم صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد والے حضرات سب آمین کے ساتھ اونچی آواز یعنی آمین بالجہر کرتے ہیں۔

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن ابو داؤد میں باب باندھا ہے باب التامین وراء الامام اس میں تین احادیث آمین بلند آواز سے کہنے کی نقل کی ہیں۔

۱۔عن وائل بن حجر قال وسمعت رسول اللہ ﷺ قراء غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال آمین مد بھا صوتہ.

۲۔عن وائل بن حجر انہ صلی خلف رسول اللہ ا فجھر بآمین

۳۔عن ابی ہریرہ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا تلا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول.

ان تینوں حدیثوں میں آمین بلند آواز سے کہنا صحابی رسول عمل رسول ﷺ کو بیان کر رہا ہے۔ حتی کہ آمین اتنی بلند تھی کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ پہلی صف والوں نے آپ کی امین سنی۔ یہ احادیث ابن ماجہ دار قطنی بیہقی وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔

ایک ایک مسئلہ میں ہزاروں احادیث موجود ہیں مگر اختصار سے کام لے رہا ہوں اور آپ والی احادیث محدثین کے نزدیک بلکہ خود حنفی علماء کے نزدیک بھی ضعیف بلکہ اضعف ہیں۔ اب دل تھام کر ذرا اپنے علماء کے فتوے سنیئے۔

حضرت عطا بن رباح تابعی جو امام ابوحنیفہ کے استاد ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ادرکت مائتین من اصحاب النبی ﷺ فی ھذا المسجدیعنی مسجد الحرام اذا قا ل الامام ولاا لضالین رفعوا اصواتھم بآمین رواہ البیھقی ابن حبان.

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے دو سو صحابہ کرام کو پایا۔ مسجد حرام میں جب امام آمین کہتا وہ سب بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ امام بیہقی نے سنن الکبریٰ اور سنن الصغیر میں باقاعدہ آمین بلند آواز سے کہنے کی موٹی سرخی یعنی باب باندھا ہے۔ اور اسی طرح ابن حبان نے بھی مگر یہ سب کچھ تقلید کی عینک اترے گی تو نظر آئے گا۔ ورنہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ اور آپ والی روایت کا بھی امام بیہقی دار قطنی وغیرہ نے پوسٹ مارٹم کیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اصل کتاب میں "فارجع فتامل"

ایک ایک مسئلہ میں ہزاروں احادیث موجود ہیں مگر اختصار سے کام لے رہا ہوں اور آپ والی احادیث محدثین کے نزدیک بلکہ خود حنفی علماء کے نزدیک بھی ضعیف بلکہ اضعیف ہیں۔ اب دل تھام کر ذرا اپنے علماء کے فتوے سنیئے حضرت عطا بن رباح تابعی جو امام ابو حنیفہ کے استاد ہیں۔ فرماتے ہیں ادرکت مائتین من اصحاب النبی ﷺ فی ھذا المسجدیعنی مسجد الحرام اذا قال الامام ولا الضالین رفعوا اصواتھم بآمین رواہ البیھقی۔ ابن حبان

مولانا عبدالحی حنفی کا فتویٰ

"والانصاف ان الجھر قوي من حيث الدليل" تعليق المجد

فرماتے ہیں انصاف کی بات یہی ہے کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے۔ حدیث نمبر ۹ کتنی تحریف ہے حدیث رسول ﷺ میں اللہ کا ذکر بھی نہیں آتا۔ امام مسلم اس حدیث پر باب یوں باندھتے ہیں۔

باب ما یجمع صفۃ الصلوٰۃ وما یفتح بہ ویختم بہ وصفۃ الرکوع والاعتدال منہ والسجود والاعتدال منہ والتشھد بعد کل رکعتین من لاربا عیۃ وصفۃ الجلوس بین السجدتین وفی التشھد الاول. اس میں صرف مندرجہ ذیل ارکان کا ذکر ہے۔

۱۔آغاز نماز بالتکبیر ۲۔آغاز قراءۃ بالحمد
۳۔رکوع کرنے کا طریقہ ۴۔قومہ

۵۔اعتدال یعنی اطمینان ۶۔دوسجدوں کے درمیان اطمینان سے پہلے بیٹھنے ۷۔درمیان والاتشہد

یہی چیز امام مسلم اور شارح مسلم شریف علامہ نوویؒ بیان کررہے ہیں۔ملاحظہ مذکورہ باب ج اص ۱۹۴۔

اس حدیث میں بھی تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت بیان کی گئی۔اوراسی کے ساتھ بالکل متصل امام ترمذی نے ابوحمید الساعدی وابواسید وسہل بن سعد ومحمد بن مسلمہ کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی ہے۔مگر بار بار یہی کہوں گا کہ تقلید نے سوچ،دماغ،آنکھیں سب کچھ اندھا کردیا ہے۔کہ ساتھ لکھی ہوئی حدیث نظر نہیں آتی۔ **یقعد فی التشهد الأخرعلی ورکه واجتسحو بحدیث ابی حمید**۔کہ آپ آخری تشہد میں پاؤں الٹا نکال دیتے تھے۔اور کولہے زمین پر بچھا دیتے تھے۔یہ کولہوں کے بل بیٹھتے تھے اس کو حدیث تورک /متورکا/ ورک کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔امام ابوداؤد نے سنن ابوداؤد میں یوں باب باندھا ہے۔

باب من ذکر التورک فی الرابعة

اس میں ابوحمید الساعدی دس صحابہ کرام کے سامنے نبیؐ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔اور وہ دس تصدیق کرتے ہیں۔حدیث لمبی ہے۔خود ملاحظہ فرمالیں۔تاکہ آنکھیں روشن ہو جائیں۔الفاظ قعدہ اخیرہ کے ہیں نقل کردیتا ہوں۔

اخر رجله الیسری وقعدمتورکا علی شقه الایسر الخ.. آپ آخری قعدہ میں بایاں پاؤں نکال دیتے اور بائیں کولہے پر بیٹھ جاتے۔ ابوداؤد کا باب اوپر ذکر کیا گیا ہے ملاحظہ کیجئے۔

۱۲۔حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں۔کہ نبیؐ اپنے قدموں کے پنجوں پر کھڑے ہوتے تھے۔اس میں یہ بات آپ نے کہاں سے نکال لی۔کہ آپ جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے۔اس میں تو کھڑے ہونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے باقی رہی بات کہ ہر رکعت میں بیٹھ کر اٹھنا تو اس کیلئے امام ترمذیؒ نے علیحدہ باب باندھا ہے۔ملاحظہ ہو۔

باب کیف النهوض من السجود الی القیام.

عن مالک بن الحویرث اللیثی انه رای رسول الله ﷺ یصلی فکان اذا کان فی وتر من صلوته لم ینهض حتی یستوی جالسا . قال ابو عیسیٰ حدیث مالک بن الحویرث حدیث حسن صحیح. یہ حدیث پہلے ذکر کی اور حدیث ابی ہریرۃ بعد میں نقل کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتلادیا۔جو کہ آپ نے نہیں بتلایا کہ اس کی سند میں خالد بن ایاس ضعیف عندا ہل الحدیث [illegible] یاتی ہے کہ وہ تمام احادیث جو ضعیف ہیں یا موضوع ہیں یا موقوف ہیں۔ان کو تو آپ عوام کے سامنے پیش کرکے جھوٹی عزت اور جھوٹی جیت منواتے ہیں۔خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور عوام کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔حق فرمایا نبی علیہ السلام نے بخاری شریف کی حدیث۔باب کیف قیفض العلم عن عبدلله بن عمرو بن العاص کہ علماء کو اللہ اٹھالے گا اوران کی جگہ جاہل بیٹھ جائیں گے۔بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔آج کے مقلد ملا کا بھی تقریبا یہی حال ہے۔ ساری زندگی منطق فلسفہ معانی بلاغت کی گھتیاں سلجھانے گزر جاتی ہے۔مگر علم حدیث میں یتیم زندگی گزار کر چلے جاتے ہیں بحرحال اللہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔فرمان نبوی ﷺ ہے۔

صلوا کما رائیتمونی اصلی. رواه البخاری

حکم ہے کہ نماز ٹھیک اس طریقہ پر پڑھو جس طرح مجھے دیکھتے ہو۔لہٰذا نماز شافعی نہیں،حنفی نہیں،مالکی نہیں،حنبلی نہیں بلکہ صرف اور صرف نماز محمدی ﷺ ہے۔

فاتحہ خلف الامام پر چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

اس کو سمجھنے سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ عام قراءۃ اور خاص قراءۃ عام سے مراد کہ مقتدی امام کے پیچھے قیام کی حالت میں بلند آواز سے پڑھی جانے والی نماز میں سب کچھ پڑھتے تھے۔ یہ بات مسلم شریف اور دیگر کتابوں سے دیکھی جاسکتی ہے۔ بالآخر نبیؐ کو یہ حکم دینا پڑا کہ آپ میرے پیچھے کچھ نہ پڑھیں مگر سورۃ فاتحہ یا ام القرآن کے الفاظ احادیث میں منقول ہیں۔

آپ کی احادیث کا مختصر جواب انہی کتابوں سے دیا گیا ہے۔بفضل اللہ امید ہے کہ آپ ان پر عمل کریں گے۔ یا ان کو ضعیف کا موضوع ثابت کریں گے۔۔افسوس اس بات پر ہے کہ صحیح احادیث کو چھوڑ کر ضعیف احادیث عوام کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔عوام تو کالانعام ہیں۔لہٰذا آپ کا کیا حشر ہوگا جو عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔اسی صفحہ پر صحیح احادیث کو چھوڑ کر ضعیف احادیث نوٹ کردی گئی ہیں۔جو احادیث آپ نے لکھی ہیں ان سے پہلے یا بعد بلکہ پہلے صحیح حدیث موجود ہوتی ہے۔مگر جان بوجھ کر اس کو نظرانداز کردیا جاتا ہے۔کیا یہ **من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار**. رواه البخاری ومسلم کا مصداق آپ نہیں بن رہے۔کہ نبی ﷺ کی اصل بات کو سچی بات کو چھوڑ کر دوسری راوایات جو ضعیف یا موضوع ہیں۔درج کی گئی ہیں۔خدارا اپنے اوپر اور عوام الناس کے اوپر رحم کریں۔

نوٹ:

اس مسودہ میں حوالہ جات کیلئے زیادہ تر انحصار صفحات کی بجائے ابواب پر کیا گیا ہے۔تاکہ قاری کو حوالہ تلاش کرنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔

امید کرتا ہوں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ پڑھنے والے کو اللہ رب العزت محض اپنے فضل وکرم کے ساتھ محمدی نماز پڑھنے کی توفیق عطافرمایے تاکہ روز قیامت جب امام اعظم، پیران پیر قائداعظم،حکیم الامت، رحمت کائنات،شفیع المزنبین،حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے آمنا سامنا ہو تو کم از کم یہ کہہ سکے کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے دنیاوی زندگی میں نماز آپ کے طریقے کے مطابق پڑھی تھی۔جہاں لوگ حنفی نماز پڑھا کرتے تھے۔اور اسکی لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔مگر میں خود بھی اور لوگوں کو بھی یہ پیغام پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔

صلو کما رائیتمونی اصلی. آمین یارب العالمین